REGD. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۲۹

اِنَّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء
عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

روزنامہ
الفضل
ربوہ

۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ
رجسٹرڈ
فی پرچہ ۱۲؍

جلد ۴۹/۱۴ | ۱۶ تبوک ۱۳۳۹ ہش - ۱۶ ستمبر ۱۹۶۰ء | نمبر ۲۱۲

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

از محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ

ربوہ ۱۵ ستمبر - بوقت ۸½ بجے صبح

کل دن بھر حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی - اس وقت طبیعت بہتر ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا کرے۔ اور صحت و عافیت کے ساتھ کام والی لمبی زندگی عطا فرمائے آمین

اللّٰھم آمین

مغربی پاکستان کی سرکاری ٹرانسپورٹ سروس کو قومی ملکیت سے خارج نہ کرنے کا فیصلہ

طبی اصلاحات کمیشن کی سفارشات آج شائع کر دی جائینگی - سائنس کمیشن کی رپورٹ پر غور کیلئے کمیٹی کا تقرر

راولپنڈی ۱۵ ستمبر۔ مغربی پاکستان کی سرکاری ٹرانسپورٹ سروس قومی ملکیت سے خارج نہیں کی جائے گی۔ اس کا فیصلہ کل صدارتی کابینہ کے ہفتہ وار اجلاس میں کیا گیا۔ جو صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ حکومت مغربی پاکستان کی ٹرانسپورٹ سروس کو قومی ملکیت سے خارج کرنے کے فیصلہ کا اعلان گزشتہ جون میں کیا تھا۔ اور اس پر عمل درآمد کے لئے صوبائی حکومت نے اعلیٰ حکام کی ایک کمیٹی قائم کر دی تھی۔ بعد میں اس فیصلے کے مضمرات پر از سر نو غور کیا گیا۔ اور تمام مسائل کا جائزہ لینے کیلئے کل یہاں اعلیٰ سطح کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں وزیر خزانہ مسٹر محمد شعیب اور وزیر امور اصلاحات مسٹر ایف۔ ایم خان مغربی پاکستان کے گورنر اور دوسرے حکام شریک ہوئے۔ کمیٹی کی سفارشیں کل صدارتی کابینہ میں پیش کی گئیں۔ صدارتی کابینہ نے کل کابینہ کی ایک ذیلی کمیٹی کی سفارشیں منظور کر لیں، جو طبی اصلاحات کے کمیشن کی رپورٹ پر غور کرنے کے لئے قائم کی گئی تھی۔ کمیشن کی سفارشوں اور ان سے متعلق حکومت کے فیصلوں کا اعلان آج کر دیا جائے گا۔ معلوم ہوا ہے کہ کمیشن کی سفارشیں دور رس اہمیت کی حامل ہیں۔

صدارتی کابینہ نے کل ایک کمیٹی بھی قائم کی، جو سائنٹفک کمیشن کی رپورٹ کا جائزہ لینے کے بعد کابینہ کو اپنی رپورٹ پیش کرے گی جس کے بعد کابینہ اس پر غور و خوض کے بعد مناسب فیصلے کرے گی۔ یہ کمیٹی صحت، محنت اور سماجی بہبود کے وزیر لفٹیننٹ جنرل ڈبلیو اے برکی، وزیر صنعت مسٹر ابوالقاسم خان۔ وزیر خزانہ مسٹر محمد شعیب۔ وزیر تعلیم مسٹر حبیب الرحمن اور ایندھن اور بجلی اور قدرتی وسائل کے وزیر مسٹر ذوالفقار علی بھٹو پر مشتمل ہے

تیرہ کروڑ کے خرچ سے ملتان کے قدرتی گیس کے بجلی گھر میں توسیع

ترقیاتی ورکنگ پارٹی نے دو کروڑ سے زیادہ کی زرعی سکیموں کی منظوری دیدی

لاہور ۱۵ ستمبر۔ مرکزی ترقیاتی ورکنگ پارٹی نے ملتان کے قدرتی گیس کے بجلی گھر میں توسیع کے لئے پانی اور بجلی کے ترقیاتی ادارے (واپڈا) کی تیرہ کروڑ کی سکیم منظور کر لی۔ اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے واپڈا اب امریکہ کے ترقیاتی قرضہ فنڈ سے بات چیت شروع کر سکے گا۔

مرکزی ترقیاتی ورکنگ پارٹی نے کل یہاں اپنے چھٹے اجلاس میں چار ترقیاتی سکیمیں منظور کیں۔ جن کا تعلق زراعت سے ہے۔ اور ان پر دو کروڑ ۸ لاکھ ۳۹ ہزار روپے خرچ ہونگے اجلاس کی صدارت منصوبہ بندی کمیشن کے نائب صدر مسٹر ممتاز حسن نے کی۔

پارٹی نے ایک نئی سکیم بھی منظور کی جس کا مقصد سرحدی علاقوں میں اراضی کی اصلاح اور ترقی ہے۔ اس سکیم کے لئے ۳۲ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ منظور کیا گیا۔ پارٹی نے خوراک کی پیداوار کو تیز تر کرنے کے منصوبے کے بارے میں اپنا آخری فیصلہ اپنے کراچی کے اجلاس تک ملتوی کر دیا۔ جو ۲۸ ستمبر کو منعقد ہوگا۔

گندم کے مستحکم نرخ

راولپنڈی ۱۵ ستمبر۔ وزارت خوراک۔ و زراعت کے اعلان کے مطابق ملک میں گندم کے نرخ مستحکم رہے۔ گندم بدستور ۱۵ روپے سے سترہ روپے من تک دستیاب ہو رہی ہے۔ عام منڈیوں میں گندم کے نرخ سولہ روپے سے سولہ روپے آٹھ آنے

چاول کی کمی کی وجہ سے برآمد بند کر دی گئی

کراچی ۱۵ ستمبر۔ حکومت پاکستان نے چاول کی موجودہ فصل میں کمی ہونے کے اندیشے کے پیش نظر چاول کی برآمدی نیلام روک دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اکتوبر کے آخر میں چاول کی برآمدی پالیسی پر از سر نو غور کیا جائے گا۔ حکومت نے ساتھ ہی یہ فیصلہ بھی کیا ہے۔ کہ ملک کی اپنی ضروریات پوری ہونے کے بعد جو چاول فاضل بچے اسے برآمد کرنے کی اجازت دی جائے۔

آئزن ہاور جنرل اسمبلی سے خطاب کریں گے

واشنگٹن ۱۵ ستمبر۔ یہاں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ صدر آئزن ہاور ۲۲ ستمبر کو، اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کریں گے۔

ایڈیٹر - روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ　　مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۶۰ء

رضائے الٰہی

احمدیت کی شرائط بیعت میں یہ اقرار بھی شامل ہے کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" یہ جملہ سادہ سا ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس میں تمام دینی نقطۂ نظر کا نچوڑ موجود ہے ہر کام میں رضائے الٰہی کو پیش نظر رکھنا خواہ وہ کام بظاہر کتنا بھی دنیاوی نظر آتا ہو۔ دینی کام ہے۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ۔ بے شک دینی اعمال ہیں اگرچہ یہ اعمال دینی زندگی کے کمال حاصل کرنے کے لئے رہنما تو ضرور ہیں لیکن جب تک ہم اپنی زندگی کے ہر کام پر رضائے الٰہی کو ساری وطاری نہ کریں۔ جب تک ہم اپنے ذرہ ذرہ سے عمل پر صبغۃ اللہ کا رنگ قائم نہ کریں۔ اس وقت تک ہم صحیح معنوں میں دیندار نہیں ہو سکتے۔ خواہ ہم کتنے نمازی ہوں ہر کام جیسا کہ ہم نے کہا ہے اس وقت دین کا کام بن جاتا ہے۔ جب اس کام کے سرانجام دینے میں ہمارے پیش نظر رضائے الٰہی ہو۔ خواہ یہ کام جوتے گانٹھنا ہو یا کسی ملک کی صدارت ہو ایک پیشہ ور اگر اپنے پیشے میں رضائے الٰہی کو پیش نظر نہیں رکھتا یا ایک سرکاری ملازم اپنے کام میں رضائے الٰہی سے انحراف کرتا ہے تو وہ محض دنیا کا بندہ ہے دین کا بندہ نہیں۔ کہا جائیگا کہ اس نے دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھا بلکہ دنیا کو دین پر مقدم رکھا ہے۔

یہ تو ہوا عام زندگی کا نظریہ مگر بعض کام ایسے ہیں جو بظاہر دین کے کام ہیں تاہم وہ نیت بدلنے سے محض دنیا کے کام بن جاتے ہیں مثلاً نماز ہے اگر ہم رضائے الٰہی کے لئے نہیں بلکہ محض اپنا تقدس جتا کر دنیا کو فریب دینے کے لئے نماز پڑھتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایسی نماز کے لئے فرمایا ہے فویل للمصلین۔ الذین ھم عن صلاتھم ساھون۔ الذین ھم یراءون۔

یعنی جو لوگ دکھاوے کی نماز پڑھتے ہیں ان کے لئے "ویل" ہے جو دوزخ کا سخت ترین مقام ہے۔

یہ چارہ اس عمل کے متعلق ہے جس کو "معراج المومنین" فرمایا گیا ہے۔ اس سے اندازہ کیجئے کہ اس سے کمتر دین کے کام اگر رضائے الٰہی کے سوا کسی اور نیت سے کئے جائیں تو ان کا کیا ٹھکانا ہے۔ مثلاً خدمت خلق ہے اگر خدمت خلق کے کام رضائے الٰہی کے لئے نہیں بلکہ کسی دیگر غرض کے لئے کئے جاتے ہیں۔ مثلاً اس لئے کئے جاتے ہیں کہ اس طرح اپنی نیک خوئی کا اثر عوام پر جمایا جائے تاکہ انتخابات میں وہ ہم کو ووٹ دیں تو خواہ خدمت خلق کا کام کتنا بھی موثر ہو یہ کام دنیا کو دین پر مقدم رکھنا ہے اور اس کا رضائے الٰہی میں کوئی حصہ نہیں ہے

خدمت خلق کا کام اتنا نازک ہے کہ اگر ہم اس میں ذرا بھی اپنے پرائے کا امتیاز کریں یا رضائے الٰہی کے سوا ذرا سا بھی کوئی دیگر خیال دل میں لائیں تو یقیناً یہ کام بھی جو بظاہر سراسر نیکی کا کام ہے تباہ ہو جاتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ اجازت دی ہے کہ ہم اچھے کام چھپا کر بھی کر سکتے ہیں اور علانیہ بھی کر سکتے ہیں تاکہ دوسروں کو بھی ترغیب ہو۔ جیسا کہ ہم نے کہا ہے کام خواہ کتنا بھی بظاہر دنیوی ہو وہ اگر نیک نیتی اور رضائے الٰہی کی خاطر کیا جائے تو وہ دینی بن جاتا ہے۔ مگر کام میں جرائم شامل نہیں ہیں۔ مثلاً سچائی کو بزعم خود تقویت دینے کے لئے جھوٹ بولنا ہرگز جائز نہیں۔ جھوٹ خواہ کسی نیت سے بولا جائے جھوٹ ہے اور ایک مستقل دینی جرم ہے۔ اسی طرح دیگر جرائم کا معاملہ ہے۔

جس طرح رضائے الٰہی کے لئے خدمت خلق کے کام دینی ہیں اسی طرح سیاست بھی جو رضائے الٰہی کے لئے ہو ۔۔۔ اور خلوص سے کی جائے نیکی کا کام ہے۔ اگر سیاست کے کاروبار میں بھی دین کو دنیا پر مقدم رکھا جائے اور طمع نفسانی اس کا محرک نہ ہو۔ تو یہ بھی دین ہے۔ تاہم خدمت خلق کی طرح سیاست کا معاملہ بھی بڑا نازک معاملہ ہے۔ اور اگر خدمت خلق میں مثلاً سیاست خواہ دینی اہمیت رکھتی ہو شامل ہو جائے تو اسکو ہم دینی کام نہیں کہہ سکتے۔ ذیل میں ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں جو ایک اخبار سے ایک معاصر نے اپنے جریدہ میں نقل کی ہے فہو ھذا۔

"ماضی قریب میں مجھے ذاتی طور پر اسی قسم کا ایک تجربہ ہوا ہے جس کی تفصیل میں جانا تو اس وقت مناسب معلوم نہیں ہوتا البتہ صورت حال کی طرف اشارہ کرنے کے لئے یہ گزارش ضروری سمجھتا ہوں کہ خدمت خلق ایسا مشن بھی جب سیاسی کامیابیوں کے ذریعے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ تو اس مشن کیلئے ناکامی بھی مقدر ہونی چاہیئے چنانچہ جس ذاتی تجربہ کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اس سے بھی یہی سبق ملا ہے۔ خدمت خلق کی سعی و جہد جب تک محض رضائے الٰہی کے حصول کا ایک ذریعہ قرار دی گئی اور قرار ہی نہیں دی گئی بلکہ اس مقصد کی طرف اٹھنے والے ہر قدم کا محرک ہی یہی تھا اس وقت تک کیفیت یہ رہی کہ سیلاب زدہ آبادیوں میں گھومتے پھرتے انتہائی مخلص کارکنوں کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے ہیں دوپہروں تک خوشی خوشی کاٹتے ہیں لیکن اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کو راشن تقسیم کرتے ہیں نماز کا وقت آتا ہے تو کشتی میں چلتے چلتے اپنے خدا کے حضور سجدہ ریز ہو جاتے ہیں مسلسل کئی کئی روز بلکہ کبھی کئی کئی ہفتوں تک کے لئے انہیں اپنے اہل و عیال سے دور رہنا پڑتا ہے۔ لیکن وہ آفت زدہ آبادی میں معصوم بچوں اور پریشان حال ماؤں کی خبر گیری میں پوری گرمجوشی اور انتہائی ہمدردی کا مظاہرہ کرتے دکھائی دیتے ہیں

مگر افسوس کہ یہی کارکن جب اس تصور سے میدان میں نکلتے ہیں کہ آئندہ الیکشن کے موقع پر جس علاقے سے زیادہ ووٹ مل سکیں گے اسی علاقے میں خدمت خلق کے جھنڈے گاڑے جائیں۔ یا اس اہم کام کا منصوبہ بناتے وقت اس نقطۂ نظر سے سوچا جاتا ہے کہ آئندہ انتخابات میں میدان ہموار کرنا ہے تو یہی کام بے اثر ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور کارکن حوصلہ ہار بیٹھتے ہیں ان میں خلوص کی اس پہلی دولت کا نام و نشان ملتا ہے اور نہ مستعدی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں شاید بلکہ یقیناً اس لئے کہ جس مالک و خالق کی رضا کے حصول کے لئے وہ پہلے پہل میدان میں نکلے تھے اب اس کی تائید شامل حال نہیں"

(ایشیا لاہور ۱۵ ستمبر ۱۹۶۰ء)

رضائے الٰہی کے لئے خدمت خلق اور رضائے الٰہی کے لئے سیاسی کاروبار میں حصہ لینا دو جداگانہ اعمال ہیں۔ محض یہ امر کہ ایک خاص طبقے میں خدمت خلق کے کام کو محدود رکھے جانے سے ہیں رضائے الٰہی کے لئے سیاست میں دو طبقے کی خدمت خلق کے کام کو مجروح کر دینے کے لئے کافی ہے اگرچہ رضائے الٰہی کے لئے سیاسی کاروبار میں حصہ لینا بذاتہ کتنا بھی دینی کام کیوں نہ ہو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ سچائی کے سہارے کے لئے کذب طرازی کو جائز سمجھا جائے۔ خدمت خلق اپنی جگہ پر ہے جس میں صبغۃ اللہ ابھرنے کے لئے خلوص اور رضائے الٰہی کا جذبہ ضروری ہے اور اس میں کسی قسم کا امتیاز جائز نہیں ہے یہ دیکھنا کہ فلاں علاقہ کے لوگ ہمیں ووٹ دیں گے اس لئے یہاں خدمت خلق کا کام کیا جائے خدمت خلق کی نیکی کو تباہ کر دیتا ہے۔

ایک اخبار نے پچھلے دنوں لکھا تھا کہ:۔

"ملک کو سیلاب، وبا اور دوسرے مصائب کی صورت میں جو مشکلات پیش آتی ہیں ان کا مقابلہ کرنے اور مصیبت زدوں کی امداد کرنے کے لئے پہلے کی طرح اب خادمانِ خلق کیوں نہیں نکلتے۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ ہر بلائے ناگہانی کے وقت رضاکارانہ تنظیمیں اور قومی خدام۔ عوام و خواص۔ میدان عمل میں کود پڑتے تھے۔ مگر اب یہ حالت ہے کہ جب ہیضے کی مہلک وبا سیالکوٹ سے چلی اور دور دور تک پھیل گئی تو بجز سرکاری اداروں کے کوئی مریضوں کی خدمت شہروں کی صفائی اور مصیبت زدوں کی امداد کے لئے نہ نکلا۔ چنانچہ اس اخبار نے پوچھا کہ خادمانِ خلق کو کیا ہوا؟"

"رو بمیداں کس نمے آید سواراں راچہ شد"

یہ سوال نہایت معقول تھا۔ ایک معاصر نے شاید اس کا روئے سخن اپنی طرف سمجھ لیا ہے اس لئے اس نے اپنی پارٹی کی بریت کے لئے کچھ عذرات پیش کئے ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ پارٹی سیاسی تھی جو غیر قانونی قرار دی گئی ہے معاصر نے اپنی پارٹی کی طرف سے خدمت خلق کا کام ترک کرنے کے جو عذرات پیش کئے ہیں وہ بظاہر خواہ کتنے معقول ہوں اس امر کا پتہ دیتے ہیں کہ اس پارٹی کے خدمت خلق کے تمام کام سیاست کے ساتھ الجھے ہوئے تھے۔ سیاست کے ختم ہونے کے ساتھ اس کی تمام خدمت خلق کی سرگرمیاں بھی ختم ہو گئی ہیں۔ یہ حقیقت اس امر کی روشن دلیل ہے کہ اس زمانہ میں دینی کام کرنے کے لئے سیاست سے الگ رہنا مفید ہے۔ رضائے الٰہی کے لئے سیاسی کاروبار میں حصہ لینا خواہ کتنا بھی نیکی کا کام ہو اگر ہم اس میں کسی طرح فی الحال حصہ نہیں لے سکتے تو محض اس کام پر زور دینا جس کے نتیجہ میں ہم دوسرے طریقوں سے بھی خدمت خلق کے کام نہ کر سکیں کسی طرح دینی صداقت نہیں کہا جا سکتا

(باقی صفحہ ۷ پر)

افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ

ذکرِ الٰہی

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

مرتبہ خورشید احمد

مضمون کی اہمیت

ذکر الٰہی ایک نہایت ضروری اور اہم مضمون ہے۔ بظاہر یہ نوع معمولی اور عام سا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن قرآن کریم نے اسے بہت اہمیت دی ہے۔ چنانچہ فرمایا ولذکر اللّٰہ اکبر یعنی ذکر الٰہی کا مضمون سب سے بڑا اور اہم ہے۔ انشاء اللہ اس میں بہت سی ایسی باتیں بیان کی جائیں گی۔ جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور جن پر عمل کرنا موجودہ حالات کے لحاظ سے بہت مفید اور خیر و برکت کا موجب ہوگا۔ اس مضمون میں یہ بتایا جائیگا کہ ذکر الٰہی کی کیا ضرورت ہے۔ اس کی کتنی قسمیں ہیں۔ اس کے سمجھنے میں لوگوں نے کیا کیا غلطیاں کھائی ہیں۔ اور وہ کیا احتیاطیں ہیں جو ذکر الٰہی کرتے وقت پیش نظر رکھنی ضروری ہیں۔ آخر میں بتایا جائے گا کہ ذکر الٰہی کے وقت توجہ کو قائم رکھنے اور شیطانی وساوس سے محفوظ رہنے کے لئے کیا ذرائع اختیار کرنے چاہئیں۔

یہ مضمون انسانوں کے ایک خاص گروہ سے تعلق نہیں رکھتا۔ ادنیٰ و اعلیٰ امیر غریب۔ چھوٹا بڑا ہر ایک اس سے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس میں جو باتیں بظاہر معمولی بھی نظر آئیں گی ان پر عمل کرنا بھی عظیم الشان نتائج پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔ انشاء اللہ

ذکر الٰہی کے بعض حصوں کی طرف توجہ کی کمی

ذکر الٰہی کے بعض حصے ایسے ہیں جن کی طرف ہماری جماعت کو پوری توجہ نہیں۔ اس کی بڑی وجہ انگریزی تعلیم اور مغربیت کے اثرات ہیں۔ جن کے تحت لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ یونہی خدا کے نام کا ورد کرنے سے کیا فائدہ؟ پھر ہماری جماعت کا ایک بڑا طبقہ زمینداروں میں سے ہے۔ یہ لوگ شروع سے ہی ذکر الٰہی کی ضرورت اور اس کے فوائد سے بے خبر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں بھی ذکر الٰہی کی کمی ہے۔

ایک ذکر الٰہی تو نماز ہے۔ جس کی ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالعموم پابند ہے لیکن اس کے سوا اور بھی ذکر اللہ ہیں۔ جن کا اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔ جو احمدی انہیں اختیار نہیں کرتے۔ ان کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے کسی کی شکل خوبصورت ہو۔ مگر اس کی آنکھ یا کان یا ناک خراب ہو۔ یا جیسے کسی نے بڑا عمدہ اور قیمتی لباس پہن رکھا ہو۔ مگر پاؤں میں جوتا نہ ہو۔

حق یہ ہے کہ خدا اور اس کے رسول نے جن جن طریقوں سے ذکر الٰہی کرنے کا حکم دیا ہے۔ روحانیت میں کمال حاصل کرنے کے لئے ان سب کو اختیار کرنا ضروری ہے اگر ہم ان میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ تو یہ کمزوری اور نقص کی علامت ہوگی۔ ہماری جماعت کے دوست فرائض کو ادا کر کے سمجھ لیتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنا کام پورا کر لیا۔ اور نوافل کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتے۔ حالانکہ نوافل کے مقام کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ نوافل سے میرا بندہ مجھ سے اس قدر قریب ہو جاتا ہے۔ کہ میں اس کے کان ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے میں اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے میں اسکے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اسکے پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے گویا نوافل انسان کو روحانیت کے اس مقام پر پہنچا دیتے ہیں۔ جبکہ انسان اللہ تعالیٰ کی صفات اپنے اندر لے لیتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی کمزوریوں سے واقف ہے اور ان پر بہت رحم کرنے والا ہے۔ اس نے فرائض تو اس لئے مقرر کر دیئے۔ تا اگر انسان انہیں پورا کرے۔ تو اس پر کوئی الزام نہ آئے۔ اور وہ کامیاب ہو جائے۔ اور نوافل اس لئے مقرر کر دیئے۔ تا فرائض کی ادائیگی میں انسان سے جو کوتاہی اور غفلت ہو جائے اس کا ازالہ ہو سکے۔ محتاط اور دور اندیش انسان ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔ جو فرائض کے ساتھ ساتھ نوافل بھی ادا کرے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص امتحان دے رہا ہو۔ جس میں پاس ہونے کے لئے ۵۰ نمبر حاصل کرنے ضروری ہوں۔ اور وہ جا کر اتنے ہی سوال حل کر آئے۔ جن سے پچاس نمبر بن جائیں اور اپنے دل میں وہ مطمئن ہو جائے۔ کہ میں پاس ہو جاؤں گا۔ ظاہر ہے کہ یہ اس کی غلطی ہوگی۔ کیونکہ عین ممکن ہے کہ کسی ایک سوال کا جواب غلط ہو۔ اور وہ پچاس نمبر حاصل نہ کر سکنے کی وجہ سے فیل ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ سمجھدار اور محتاط طالب علم امتحان کے وقت زیادہ سے زیادہ سوال حل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بلکہ جو سوال اسے نہیں آتے۔ ان کے بھی کسی نہ کسی حد تک جواب لکھ دیتا ہے۔ تا کہ غلط جوابات کی تلافی ہو۔ اور سب جوابات کے نمبر مل ملا کر اسے پاس کر سکیں۔ پس محض فرائض پر انحصار رکھنا صحیح نہیں کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ کہ انسان فرائض کے ساتھ نوافل بھی ادا کرے۔ تاکہ فرائض میں جو غلطیاں اور کوتاہیاں ہوں۔ ان کی تلافی ہو سکے۔

ذکر الٰہی کے نام سے رائج شدہ بدعات

موجودہ زمانہ میں ذکر الٰہی کے نام سے بہت سی بدعات مسلمانوں میں رائج ہیں۔ مثلاً دل سے آواز نکالنے اور اسے سر تک لے جانے کی مشق کی جاتی ہے۔ اس زور سے کھینچا جاتا ہے کہ محلہ بھر کی نیند حرام ہو جاتی ہے۔ اور اسے دل پر ضرب لگانا کہا جاتا ہے۔ اسی طرح قوالیوں اور سماع کی مجلسیں ہیں۔ جن میں وجد اور پھر غشی کی کیفیت طاری کر لی جاتی ہے۔ اور طرح طرح کی حرکتیں کی جاتی ہیں۔ یہ سب کی سب بدعات ہیں۔ اور خلاف اسلام ہیں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرمایا ہے۔ کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔ یعنے ہر ایک نئی بات جو دین میں داخل کی جائے وہ گمراہی ہے۔ اور ہر گمراہی جہنم میں لے جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں کی وضع کی ہوئی یہ بدعات جن کا نام وہ ذکر الٰہی رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے انسان کو دور لے جاتی ہیں۔ چنانچہ یہ امر واضح ہے کہ جب سے اس قسم کے ذکر نکلے ہیں۔ اور لوگ حقیقی ذکر الٰہی سے غافل ہوئے ہیں۔ مسلمان اللہ تعالیٰ سے دور ہونے شروع ہو گئے۔ اور ان کی دینی روحانی اور اخلاقی حالت گرتی چلی گئی۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ذکرِ الٰہی کی وہی راہ اختیار کرو جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا

"بہت سے لوگ ہیں جو اپنے تراشے ہوئے وظائف اور اوراد کے ذریعہ سے ان کمالات کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یا خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو طریق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں کیا۔ وہ محض فضول ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر منعم علیہم کی راہ کا سچا تجربہ کار اور کون ہو سکتا ہے۔ جن پر نبوت کے بھی سارے کمالات ختم ہو گئے آپ نے جو راہ اختیار کی وہ بہت ہی صحیح اور اقرب ہے۔ اس راہ کو چھوڑ کر دوسری راہ ایجاد کرنا خواہ وہ بظاہر کتنی ہی خوشکن معلوم ہوتی ہو۔ میری رائے میں ہلاکت ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے خدا ملتا ہے اور آپ کی اتباع کو چھوڑ کر خواہ کوئی ساری عمر ٹکریں مارتا رہے۔ گوہر مقصود اس کے ہاتھ نہیں آ سکتا سعدی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ضرورت بدیں الفاظ بتاتا ہے ؎

زہد و ورع کوش و صدق و صفا
و لیکن میفزائے بر مصطفیٰ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ کو ہرگز نہ چھوڑو۔ میں دیکھتا ہوں کہ قسم قسم کے وظیفے لوگوں نے ایجاد کر لئے ہیں۔ الٹے سیدھے لٹکتے ہیں۔ اور جوگیوں کی طرح رہبانہ طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ سب بے فائدہ ہیں۔ انبیاء کی یہ سنت نہیں کہ وہ الٹے سیدھے لٹکتے رہیں یا نفی اثبات کے ذکر کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لئے اسوہ حسنہ فرمایا ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو۔ اور ایک ذرہ بھر بھی ادھر یا ادھر ہونے کی کوشش نہ کرو۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۰۳-۱۰۴)

اس میں شک نہیں کہ لوگ اس قسم کے خلاف شریعت افعال میں بھی بظاہر ایک لذت اور سرور محسوس کرتے ہیں۔ لیکن یہ لذت بناوٹی ہوتی ہے اور اس کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے جیسے ایک شخص کے پیٹ میں درد ہو اور وہ بجائے اس کا علاج کرانے کے افیون کھا کر سو رہے۔ ظاہر ہے کہ نشہ کی وجہ سے اسے عارضی طور پر تو آرام اور سکون محسوس ہوگا۔ مگر درا صل وہ ہلاکت کی راہ پر گامزن ہوگا۔ حقیقت یہ ہے آجکل لوگ جس چیز کا نام ذکر رکھتے ہیں۔ درا صل وہ علم الترب ہوتا ہے جسے انگریزی میں میسمریزم کہتے ہیں یا ہپنو ٹزم ہوتا ہے۔ ان کو روحانیت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ ان کا تعلق خیال سے ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے خیال میں ایک خاص طاقت رکھی ہے۔ اگر اس کی طرف خاص طور پر توجہ دی جائے اور مشق کی جائے تو اس کے ذریعہ ایک خاص اثر ہوتا ہے اور ایک لذت کی کیفیت بھی دل پر طاری ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کا روحانیت سے ایمان باللہ اور اعمال صالحہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہر شخص خواہ کسی خیال یا مذہب کا ہو بلکہ خواہ وہ دہریہ ہو اگر پریکٹس اور مشق کرے گا تو اس میں ماہر ہو سکتا ہے۔

باقی رہا اونچی آواز سے ذکر کرنا یا راگ وغیرہ سننا سو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص طاقت اثر قبول کرنے اور اثر پہنچانے کی رکھی ہوتی ہے جس کا ایک ذریعہ کان بھی ہیں جو فوراً اچھی آواز سے متأثر ہو جاتے ہیں جس طرح ایک سانپ بین پر مست ہو جاتا ہے۔ اسی طرح لوگ گانے بجانے پر وجد میں آجاتے ہیں۔ حالانکہ یہ سراسر بدعت ہے۔ اونچی اور بلند آواز سے انفرادی طور پر ذکر کرنے سے تو خاص طور پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ ایک دفعہ حضورؐ نے دیکھا کہ ایک شخص چلتے چلتے زور سے اللہ اکبر کہہ رہا تھا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ اے لوگو اپنے نفوس پر رحم کرو اور آہستہ آہستہ ذکر کرو جس کو تم پکارتے ہو وہ نہ بہرہ ہے نہ غائب وہ خوب سنتا ہے وہ تمہارے قریب اور تمہارے ساتھ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس قسم کے اشعار سنا کرتے تھے؟

بعض لوگ قوالی اور اشعار وغیرہ کے جواز میں کہہ دیا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی اشعار سن لیا کرتے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کہیں سے بھی یہ ثابت نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ذکر الٰہی کے طور پر اشعار سنے ہوں۔ حضورؐ نے اگر کبھی اشعار سنے ہیں تو اس طور پر کہ حضرت حسانؓ نے کسی کافر کے اشعار کا جواب شعروں میں لکھا اور ان کی درخواست پر حضورؐ نے وہ اشعار سن لئے یا جنگ ہو رہی ہے اور ایک صحابی نے جوش دلانے کے لئے کوئی شعر پڑھ دیا اور حضورؐ نے بھی سن لیا۔ اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ حضورؐ کے سامنے قوالی ہوتی تھیں اور صحابہؓ وجد میں آ کر بے ہوش ہو جاتے تھے۔

قرآن کریم کی رو سے ذکر الٰہی کرتے وقت پانچ حالتیں

قرآن کریم نے ذکر الٰہی کرتے وقت کی پانچ حالتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے

ا۔ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ (الانفال ع۱)

ب۔ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ (زمر ع۳)

ج۔ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا (مریم ع۴)

ان آیات میں ذکر الٰہی کرنے والوں کی یہ پانچ حالتیں بیان کی گئی ہیں:۔

(۱) مومنوں کے دل اللہ تعالیٰ کے جلال اور رعب کی وجہ سے ڈر جاتے ہیں اور ان میں خوف پیدا ہو جاتا ہے۔

(۲) اقشعرار ہو جاتا ہے یعنی خوف سے ان کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں۔

(۳) ان کے بدن ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور دل نرم ہو جاتے ہیں (۴) وہ سجدہ میں گر جاتے ہیں یعنی عبادت میں مشغول ہو جاتے (۵) خشیت کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

یہ ہیں وہ پانچ حالتیں جو ذکر الٰہی کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں۔ اور یہ پانچوں حالتیں ایسی ہیں جو موجودہ بدعات مثلاً ناچنے کودنے۔ چیخنے۔ بے ہوش ہونے اور حال وغیرہ کھیلنے کا کلی رد کرتی ہیں۔ خوف کی حالت میں انسان گھبرا کے کھڑا رہ جایا کرتا ہے نہ کہ اچھلنا کودنا شروع کر دیتا ہے۔ حرکت کے لئے عربی میں طرب کا لفظ استعمال ہوتا ہے جو کہ خوشی کے مارے اچھلنے کودنے کو کہتے ہیں۔ لیکن یہ لفظ ذکر الٰہی کے لئے کسی جگہ بھی قرآن میں استعمال نہیں ہوا۔ قرآن کریم تو ذکر اللہ کا نتیجہ خشوع و خضوع بتاتا ہے جو طرب کے بالکل الٹ ہوتا ہے۔ اسی طرح غشی کا طاری ہو جانا بھی ہرگز اسلام میں پسندیدہ امر نہیں۔ اسلام تو عقل و ہوش کو قائم کرنے والا مذہب ہے نہ کہ بے ہوش اور دیوانہ بنانے والا یہی وجہ ہے کہ اسلام نے کسی طرح کی قرات پر رونے کو تو جائز قرار دیا ہے مگر یہ جائز نہیں رکھا کہ چیخ و پکار کی جائے اور غش پر غش کھاتے چلے جائیں۔ خود صحابہ کے زمانہ کا ذکر ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے لڑکے نے اپنی دادی کے پاس بیان کیا کہ میں ایک ایسی جگہ گیا جہاں لوگ قرآن پڑھتے تھے اور غش کھا کھا جاتے تھے۔ یہ سن کر ان کی پھوپھی حضرت اسماءؓ نے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور صحابیہ تھیں۔ فرمایا کہ تم نے ایک شیطانی کلام دیکھا ہے۔ اسی طرح حضرت ابن سیرین (خواب نامہ والے) جو حضرت ابوہریرہؓ کے داماد تھے کے متعلق روایت آتی ہے کہ کسی نے ان سے کہا فلاں شخص جب قرآن کریم کی کوئی آیت سنتا ہے تو بے ہوش ہو جاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں تب اسے سچا سمجھوں گا۔ اگر اسے ایک اونچی دیوار پر بٹھا کر پھر قرآن سناؤ۔ ایک آیت نہیں سارا قرآن بھی اگر اسے سناؤ گے تو وہ بے ہوش ہو کر نہیں گرے گا۔

پس موجودہ زمانہ میں ذکر الٰہی کے نام سے جو بدعات رائج ہیں وہ سب ناجائز ہیں۔ روحانیت کو تباہ کرنے والی ہیں اور خلاف تعلیم اسلام ہیں۔ اس لئے مومن کو ان سے بچنا اور اجتناب کرنا چاہئیے۔ (باقی)

جماعت احمدیہ میں حفاظؒ کی ضرورت

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا حفظ قرآن کے متعلق ایک ارشاد مرقومہ ۲۶ اپریل ۱۹۴۶ء اخبار الفضل مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۶۰ء میں شائع ہوا ہے جو احباب جماعت کی توجہ کے لئے پھر شائع کیا جاتا ہے۔

”ہماری جماعت میں قرآن کریم کے حافظ بہت کم ہیں۔ مجھے ڈر آتا ہے کہ کہیں خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی گرفت نہ ہو۔ دنیا کے تمدن کے پیچھے ہم کیسے چل سکتے ہیں اگر چلیں تو دین کے کونے ننگے ہو جائیں۔ تیرہ سو سال تک مسلمانوں نے بادشاہتیں بھی کیں۔ تجارتیں بھی کیں۔ صنعت و حرفت میں بھی حصہ لیا۔ مگر یہ پہلو (یعنی حفظ قرآن) نہیں چھوڑا۔ انہوں نے اپنی مردنی کے زمانہ میں بھی اس کو نہیں چھوڑا۔ اور ہم اپنی زندگی کے زمانہ میں اس کو چھوڑ رہے ہیں“

حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت جامعہ احمدیہ کے زیر انتظام حافظ کلاس جاری ہے۔ احباب اپنے بچوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں داخل کروائیں اور سلسلہ کی ایک اہم ضرورت کو پورا کر کے ثواب حاصل کریں۔ نوٹ:۔ مستحق طلباء کو حسب حالات وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔ (وکیل التعلیم تحریک جدید۔ ربوہ)

مجلس تحریک جدید کی تعزیتی قرارداد

(نقل ریزولیوشن ۱۱۲ التعیف ۱۰/۹/۶۰)

مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ کا یہ اجلاس منعقدہ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۶۰ء اپنے مخلص اور پرانے کارکن جناب ماسٹر فقیر اللہ صاحب افسر امانت کی رفیقہ حیات کے انتقال پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ مرحومہ صحابیہ تھیں اور اپنی بزرگی کے باعث خواتین میں محبت و احترام کا اعلیٰ مقام رکھتی تھیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو غریق رحمت کرے جنت میں بلند درجات عطا فرمائے اور مکرم ماسٹر فقیر اللہ صاحب کو جنہیں ان کی ۶۰ سال رفاقت میسر رہی اور ان کے بچوں اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل بخشے۔ آمین۔

(سیکرٹری مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ)

درخواست دعا

ملک عبد المجید صاحب گول بازار ربوہ جن کے والد مکرم ملک غلام نبی صاحب سکنہ ڈسکہ کچھ عرصہ سے صاحب فراش ہیں۔ تعمیر مساجد ممالک بیرون کے لئے دس روپیہ بھجواتے ہوئے خواہش رکھتے ہیں کہ ان کے والد بزرگوار کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی جائے۔ لہذا جملہ قارئین الفضل سے ان کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (وکیل المال اول تحریک جدید۔ ربوہ)

اَلْاَخْبَارُ وَالْآرَاءُ

اصل روگ

معاصر دعوت دہلی نے جناب ڈاکٹر رادھا کرشنن نائب صدر جمہوریہ ہند سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے موضوع پر ایک مضمون لکھنے کی فرمائش کی تھی۔ اس کے جواب میں انہوں نے سیرت رسولؐ پر ایک مختصر سی تحریر لکھ کر معاصر مذکور کو ارسال کر دی۔ ان کی اس تحریر کو ایک لاہوری معاصر نے دعوت دہلی کے حوالہ سے اپنے صفحہ اول پر شائع کیا ہے اور اس پر عنوان لگایا ہے ——— "مسلمانوں کا اصل روگ" ——— اپنی اس تحریر میں، ڈاکٹر رادھا کرشنن تحریر فرماتے ہیں:۔

"محمد رسول اللہ ایک خدا اور ایک انسانیت کے علمبردار تھے، ہم زبان سے تو ان کی تعریف اور ستائش میں خوب باتیں کرتے ہیں لیکن اپنے اعمال میں ان تصورات کا خیال نہیں رکھتے اور یہی اصل روگ ہے۔ سچ یہ ہے کہ رسول اللہ پر جتنا کچھ لکھا جا چکا ہے اور جتنا کچھ آپ کی بابرکت ہستی کے بارے میں بولا جاتا ہے، دنیا کی کسی اور شخصیت کے بارے میں اتنا اظہارِ خیال کم ہی ہوتا ہے۔ اس آخری دین کو، جسے قیامت تک باقی رہنا ہے، زندہ وسلامت رکھنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے جہاں قرآنِ مجید کو تحریف اور تغیر و تبدل سے محفوظ رکھنے کا حیرت انگیز انتظام فرمایا ہے وہاں اس نے رسول اللہ کی تعلیمات اور سیرۃ کو بھی اس طرح محفوظ کر دیا ہے کہ آپ کی پیروی کا ارادہ کرنے والوں کو کبھی آپ کی تعلیمات اور سیرت کے بارے میں کوئی زحمت لاحق نہ ہو۔ چنانچہ یہ ایک امر واقعہ ہے کہ مسلمان اپنے کردار کے اعتبار سے خواہ کتنے ہی گرے ہوئے کیوں نہ ہوں انہوں نے رسول اللہ کی سیرت پر جو کچھ کام کیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔

"دنیا نے علم و مطالعہ کے لحاظ سے خاصی ترقی کر لی ہے اور بے شک کتنی ہی سعید روحیں اپنی ذاتی تحقیق کی بدولت اس سرچشمۂ ہدایت تک پہنچیں اور اس سے فیض یاب ہوئی ہیں۔ لیکن دنیا کی بڑی اکثریت پھلوں ہی سے درخت کو پہچاننے کی عادی رہی ہے وہ ذرا یہ مشکل ہی سے سمجھنے پاتی ہے کہ کڑوے اور کسیلے پھل کسی اچھے درخت میں لگ سکتے ہیں۔" (بحوالہ ہفت روزہ ایشیا لاہور ۸ ستمبر ۱۹۶۰ء صفحہ اول)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ڈاکٹر رادھا کرشنن کے اس خراجِ عقیدت پر ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور نے حسب ذیل الفاظ میں تبصرہ کیا ہے:۔

"ڈاکٹر رادھا کرشنن کے یہ الفاظ کتنے واضح اور صاف ہیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و تعریف کا بھی حق ادا کر دیا اور چند الفاظ میں **مسلمانوں کی بے عملی کا نقشہ** بھی کھینچ دیا۔

"کاش مسلمان اپنے عمل کی سمتوں کو ٹھیک کریں اور ان کو جس درخت کے پھل ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اس کی لاج رکھیں۔ اسلام دنیا کا کامل ترین مذہب ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم رنگ و بو کے مقدس ترین انسان اور اعلیٰ ترین رہنما ہیں۔ مسلمان اگر عملی اعتبار سے ان کے نقشِ قدم پر چلنے کا تہیہ کر لیں تو یہ دنیا کی بھی بہترین قوم ہیں اور اللہ کے نزدیک بھی قابلِ احترام!

"مسلمان ایک غیر مسلم کے ان الفاظ کے آئینے کو سامنے رکھیں اور اس میں اپنے عمل و کردار کے چہرے کو دیکھیں کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و تعلیمات اور آپ کے اسوہ سے کتنے پیچھے ہٹ گئے ہیں!"

(الاعتصام ۹ ستمبر ۱۹۶۰ء)

خلافِ شریعت

"۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۵ ستمبر ۱۹۶۰ء کو ملک بھر میں "عید میلاد النبیؐ" کی تقریب بڑی شان و شوکت اور تزک و احتشام سے منائی گئی۔ اس موقع پر منعقدہ بعض تقاریب کا ذکر کرتے ہوئے ایک ہفت روزہ معاصر "سراسر خلاف شریعت!" کے زیر عنوان اپنے تازہ شمارے میں رقمطراز ہے:۔

"عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب میں اس سال جس خوشی اور مسرت کا اظہار کیا گیا اور جس قدر جلوس نکالے گئے اس کی مثال نہیں ملتی۔ لیکن اس خوشی اور مسرت میں بعض لوگ اعتدال کی حدود و بھی پھاند گئے اور ایسی چیزوں کے مرتکب ہوئے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی کے ساتھ روکا ہے۔ تعجب ہے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا یوم میلاد منایا جا رہا ہے اور اس میں اُن حرکات کا ارتکاب کیا جا رہا ہے جن سے حضورؐ نے پوری شدت سے منع فرمایا ہے باجے اور ڈھول ڈھمکے سے آنحضرتؐ نے منع فرمایا ہے اور آپ کا ارشاد ہے:۔

اَمَرَنِی رَبِّی بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِیْرِ۔

مجھے اللہ تعالیٰ نے ڈھول اور باجوں وغیرہ کو توڑ دینے کا حکم دیا ہے

"ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی بازار اور گلی کوچے سے گزر رہے ہوتے اور ادھر ڈھول اور باجے کی آواز کان میں پڑ جاتی تو کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے۔ تاکہ یہ کریہہ آواز آپ کے مبارک کانوں کے پردۂ سماع سے ٹکرا نہ جائے۔

"مگر یہاں عید میلاد کے روز یہ دیکھ کر انتہائی حیرت ہوئی کہ بعض جلوسوں میں ڈھول اور باجوں کا انتظام بھی تھا۔ اور اس طرح جس ذاتِ اقدسؐ کی ولادت کا جشن منایا جا رہا تھا اُسی کے حکم کی مخالفت ہو رہی تھی ——— یوں تو اس طرح جلوس نکالنا، چراغاں کرنا، گلیوں اور بازاروں کو جھنڈیوں سے آراستہ کرنا وغیرہ امور شرعی اعتبار سے محل نظر ہیں اور شریعت میں کہیں ان کا ثبوت نہیں لیکن یہ باجے اور ڈھول وغیرہ کے بارہ میں تو شریعت میں پوری وضاحت فرما دی گئی ہے اور اس کی ممانعت صاف الفاظ میں کر دی گئی ہے۔ اس خلافِ شرع چیز کا اہتمام کیوں ضروری سمجھا گیا؟ حکومت کا اور ان حضرات کا جو جلوس وغیرہ کا اہتمام فرماتے ہیں فرض ہے کہ وہ آئندہ کم از کم ان امور کا تو خیال رکھیں کہ اس نوع کی قبیح حرکتیں تو جلوس میں راہ نہ پا سکیں۔

اصل چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا اسوہ و نمونہ ہے اور آپ کا عمل و قول ہے جس کو مشعلِ راہ بنانا چاہیئے اور جس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا چاہیئے۔ افسوس ہے اس پر ہمارا عمل نہیں اور ہم ان اعمال و کردار کو رہنما ٹھہرائے ہوئے ہیں جن کا شریعت میں یا تو ثبوت ہی نہیں ہے! یا پھر سراسر خلافِ شریعت ہیں"

(الاعتصام ۹ ستمبر ۱۹۶۰ء)

نازیبا حرکات

ایک اور ہفت روزہ "معاصر" میں لاہور کے جشنِ میلاد النبی کے متعلق ایک مکتوب شائع ہوا ہے اس میں صاحب مکتوب اس موقع پر نکلنے والے جلوس کے بارہ میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"یہ جلوس جس قدر مقدس اور متبرک تقریب کے موقع پر نکالا گیا تھا اس میں بعض ایسی حرکات میرے دیکھنے میں آئیں جو کسی طرح مسلمان نوجوانوں کو زیب نہیں دیتی تھیں مثال کے طور پر ہجوم میں بعض عورتوں کے ساتھ ایسی نازیبا حرکات کا اظہار کیا گیا کہ دیکھنے والے جن کا نوٹس لئے بغیر نہ رہ سکے۔ ....

"آخر میں مجھے سب سے زیادہ جس بات کا دکھ ہوا وہ یہ تھی کہ ہم جس ذاتِ پاک کی ولادتِ باسعادت کا دن منانے میں اتنے گرم جوش تھے اور اس پر غریب اور متوسط طبقے کے لوگوں کے خونِ جگر سے کمایا ہوا جتنا روپیہ صرف ہوا اگر اسی ذاتِ پاک کے ارشادات کے مطابق اس روپے کو مصرف میں لاتے تو ہمیں دو عظیم فائدے حاصل ہوتے ——— ایک اتباع رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے ملکی اور قومی تعمیر ———

یہ درست ہے کہ عیسائی، حضرت مسیح علیہ السلام کے یوم ولادت پر کروڑوں روپیہ خرچ کرتے ہیں اور خدا کے فرمان اور ہمارے ایمان کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء تھے، اس لحاظ سے ان کے یوم ولادتِ باسعادت پر زیادہ مسرتوں اور خوشیوں کا اظہار ہونا چاہیئے۔ مگر اس کا طریقہ یہ نہیں، اس کا وہی طریقہ درست ہے جو خود آنے والے کے رب جلیل نے اسی کی زبان سے ہمیں بتایا ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں میری اتباع کرو۔ تمہارے لئے یہی راہِ فوز و فلاح ہے۔"

(محمد سلیم ریلوے روڈ لاہور)

(بحوالہ ہفت روزہ "اقدام" ۱۱ ستمبر ۱۹۶۰ء)

اگر آنحضرتؐ تشریف لے آئیں

عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے موقع پر گذشتہ چند سال سے پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں جو پروگرام مرتب ہوتا ہے اور جس طور سے خوشی منائی جاتی ہے اسی کا ذکر کرتے ہوئے ایک معاصر اپنے اداریٔ کالموں میں رقمطراز ہے:۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں جو تقریب بھی منائی جائے گی اس کا مقصد بجز اس کے کچھ نہیں ہو سکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لے کر آئے تھے اور جس کی اقامت اور سربلندی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی حیات گرامی سے بھی زیادہ محبوب تھی اس کو زندگی بخشنے اس کو پائندگی دینے اس کو تازہ کرنے اور اس کو سربلند کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر عید میلاد منانے سے یہ مقصد حاصل کرنا مقصود نہیں یا ایسے طریقے سے منایا جاتا ہے کہ یہ مقصد پورا نہ ہو تو یہ تمام ہنگامہ خواہ کتنے ہی جوش اور اخلاص اور محبت وگرم جوشی سے برپا کیا جائے بالکل لاحاصل ہے اور اس کی کوئی وقعت نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں ہے اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار برحق کی نگاہ میں جسے راضی کرنے میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری زندگی کا ہر لمحہ صرف کر دیا۔ یا یہ تقریب ایسے طریقے سے منائی جائے کہ اگر بطور ایک مفروضے کے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں اور اسے دیکھ پائیں تو جبین اقدس پر بیزاری کی شکنیں پڑ جائیں اور روئے مقدس غصے سے اسی طرح سرخ ہو جائے جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایت کے مطابق کسی شرعی حد کی خلاف ورزی کو دیکھ کر سرخ ہو جایا کرتا تھا اور صحابہ کہتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے رخسار مبارک پر سرخ انار کے دانے نچوڑ دئے گئے ہوں۔ تو اس تقریب کا منانا تو درکنار اس کا تصور کرنا بھی ایک مسلمان کے لئے ممکن نہیں۔

"قوموں کے دوسرے اعاظم رجال کے معتقدین اور عقیدتمند ان کی تقریبات ولادت و وفات کے سلسلہ میں اگر اللہ تعالےٰ کے احکام کی بدتر سے بدتر خلاف ورزی بھی کر دیں تو خدا تعالیٰ اور رسولؐ کے نزدیک کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ وہ خلاف ورزی بس ایک خلاف ورزی ہے اور اس کی پاداش اتنی ہی ہے جتنی قانون الٰہی میں مقرر ہے۔ لیکن اگر کوئی مسلمان قوم اللہ تعالےٰ کے محبوب ترین بندے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عقیدت کا نام لے کر ان امور و اعمال کا ارتکاب کرتی ہے جو نہ خدا کو پسند ہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوارہ تھے، تو ان کی بدنمائی شناعت، اور مبغوضیت کی کوئی انتہا نہیں جو لوگ عید میلاد کے نام سے ایک تقریب مسرت منا رہے ہیں ان کو اس کا پروگرام بناتے ہوئے سخت احتیاط کرنی چاہیئے ایسا نہ ہو کہ وہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اجر حاصل کرتے کرتے رسولؐ اور رحمٰنؐ کے خلاف بغاوت کرنے کا عذاب مول لے لیں۔

"ہم نے یہ گذارش اس لئے کی کہ سالہا سال سے مسلمانوں کا عام وطیرہ یہ ہو گیا ہے کہ عید میلاد نبویؐ کو بھی اسی قسم کے لہو و لعب بلکہ فسق و فجور پر مبنی اعمال کے ذریعے مناتے ہیں جس قسم کے لہو و لعب اور فسق و فجور پر مبنی وہ اپنی دوسری تقریبات مسرت منانے کے عادی ہیں۔ وہی ڈھول ڈھمکا ہے، وہی رقص و غنا ہے، وہی عیش و نشاط کی سرگرمی ہے اور وہی خلاف اسلام سرگرمیاں ہیں جن کو مٹانے کے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے تھے۔ اس سلسلہ میں ایک اور حقیقت کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور وہ یہ ہے کہ عید میلاد منانے کا جو سلسلہ مسلمانوں میں کچھ عرصہ سے شروع ہو گیا ہے اس کی کوئی شرعی بنیاد نہیں اس کے متعلق یہ گمان کرنا کہ یہ دن کوئی خدا کی طرف سے مقرر کردہ ہے سراسر باطل ہے۔ ایک واقعہ جس وقت رونما ہوتا ہے اسی وقت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔ وہ ساعتِ سعید اور یوم مقدس جس میں عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر میں آمنہ کے بطن سے نوعِ انسانی کا رہنما اور خدا کا برگزیدہ ترین رسولؐ مبعوث ہوا تھا وہ ۲۲ اپریل ۵۷۱ء اور ۹ ربیع الاول کو ختم ہو گیا۔ اس کے بعد تو صرف اس روز کی ایک تقویمی یادگار ہے۔ وہ ساعت اور دن پھر نہیں آیا اور نہ آئے گا اسی لئے صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت منانے کا تصور بھی نہ کیا اور نہ اس قسم کے ایام منانے کی کوئی رسم اسلام میں قائم کی گئی۔ یہ یوم میلاد تو مسلمانوں کا مقرر کیا ہوا ہے اور اس کی غرض اگر کوئی ہو سکتی ہے تو وہ جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا"

(ہفت روزہ "ایشیا" لاہور ۸ ستمبر ۱۹٦٦ء)

عشق محمدیؐ کے اظہار کا طریق

ایک معاصر نے اپنے "عید میلاد نمبر" میں مضامین الہلال میں سے مولانا ابوالکلام آزاد کا ایک مضمون بعنوان "عشق محمدی کے اظہار کا صحیح طریقہ" شائع کیا ہے اس میں مولانا خاص طور پر خوشی کی اُن تقاریب کا ذکر کرتے ہوئے جو عید میلاد النبیؐ کے موقع پر بالعموم منائی جاتی ہیں تحریر کرتے ہیں:۔

"آہ! اگر اس مہینے کی آمد تمہارے لئے جشن و مسرت کا پیام ہے کہ اس مہینے میں وہ آیا جس نے تم کو سب کچھ دیا تھا تو میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کسی مہینے میں ماتم نہیں کیونکہ اس مہینے میں پیدا ہونے والے نے جو کچھ ہمیں دیا تھا وہ سب کچھ ہم نے کھو دیا۔ اس لئے اگر یہ ماہ ایک طرف بخشنے والے کی یاد تازہ کرتا ہے تو دوسری طرف کھونے والوں کے زخم کو بھی تازہ ہونا چاہیئے۔

"تم اپنے گھروں کو مجلسوں سے آباد کرتے ہو مگر تمہیں اپنے دل کی اجڑی ہوئی بستی کی بھی کچھ خبر ہے؟ تم کافوری شمعوں کی قندیلوں کو روشن کرتے ہو مگر اپنے دل کی اندھیاری کو دور کرنے کے لئے کوئی چراغ نہیں ڈھونڈتے؟ تم پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو مگر آہ تمہارے اعمال حسنہ کا پھول مرجھا گیا ہے! تم چھینٹوں سے اپنے رومال اور آستین کو معطر کرنا چاہتے ہو مگر آہ تمہاری غفلت کہ تمہاری عظمت اسلامی کی عطر بیزی سے دنیا کی مشام روح یکسر محروم ہے! کاش! تمہاری مجلسیں تاریک ہوتیں، تمہارے اینٹ اور چونے کے مکانوں کو زیب و زینت کا ایک ذرہ نصیب نہ ہوتا، تمہاری آنکھیں رات رات بھر مجلس آرائیوں میں جاگتیں، تمہاری زبانوں سے ماہ ربیع الاول کی ولادت کے لئے دنیا کچھ نہ سنتی مگر تمہاری روح کی آبادی معمور ہوتی، تمہارے دل کی بستی نہ اجڑتی، تمہارا طالع خفتہ بیدار ہوتا، اور تمہاری زبانوں سے نہیں بلکہ تمہارے اعمال کے اندر سے اسوۂ حسنہ نبوی کی مدح و ثنا کے ترانے اٹھتے...... تم ربیع الاول میں آنے والے کی یاد اور محبت کا دعوےٰ رکھتے ہو۔ اور مجلسیں منعقد کر کے اس کی مدح و ثنا کی صدائیں بلند کرتے ہو لیکن تمہیں کبھی بھی یاد نہیں آتا کہ جس کی یاد کا تمہاری زبان دعوےٰ کرتی ہے، اس کی فراموشی کے لئے تمہارا ہر عمل گواہ ہے، اور جس کی مدح و ثنا میں تمہاری صدائیں زمزمہ سرا ہوتی ہیں اس کی عزت کو تمہارا وجود بٹہ لگا رہا ہے!......

"پھر اے غفلت کی مستیو اور بے خبری کی سرگشتہ خواب روحو! تم کس منہ سے اس کی پیدائش کی خوشیاں مناتے ہو جو حریت انسانی کی بخشش، حیات روحی و معنوی کے عطیئے، اور کامرانی و فیروزمندی کی خسروی و ملوکی کے لئے آیا تھا؟ اللہ اللہ غفلت کی نیرنگی اور انقلاب کی بوقلمونی ماسوائے اللہ کی عبودیت کی زنجیریں پاؤں میں ہیں انسانوں کی مملوکیت اور مرعوبیت کے حلقے گردنوں میں، ایمان باللہ کے ثبات سے دل خالی، اور اعمال حقہ و حسنہ کی روشنی سے روح محروم! ان سامانوں اور تیاریوں کے ساتھ تم مستعد ہوتے ہو کہ ربیع الاول میں آنے والے کی یاد کا جشن مناؤ جس کا آنا خدا کی عبودیت کی فتح، غیر الٰہی عبودیت کی ہلاکت، حریت صادقہ کا اعلانِ حق، عدالت حقہ کی ملوکیت کی بشارت اور امت عادلہ و قائمہ کے تمکن و قیام کی بنیاد تھا۔ فما لھٰؤلاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا۔

"پس اے غفلت شعاران ملت! تمہاری غفلت پر صد فغان و حسرت اور تمہاری سرشادیوں پر صد ہزار نالہ و بکا اگر تم اس ماہ مبارک کی اصلی عبرت و حقیقت سے بے خبر رہو اور صرف زبانوں کے ترانوں اور دیواروں کی آرائشوں اور روشنی کی قندیلوں ہی میں اس کے مقصد یادگاری کو گم کر دو!

تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ ماہ مبارک امت مسلمہ کی بنیاد کا پہلا دن ہے، خداوندی بادشاہت کے قیام کا اولین اعلان ہے خلافتِ ارضی و وراثتِ الٰہی کی بخشش کا سب سے پہلا مہینہ ہے۔ پس اس کے آنے کی خوشی اور اس کے تذکرہ و یاد کی لذت ہر اس شخص کی روح پر حرام ہے جو اپنے ایمان اور عمل کے اندر اس پیغام الٰہی کی تعمیل و اطاعت اور اسوۂ حسنہ کی پیروی و تاسی کے لئے کوئی نمونہ نہیں رکھتا"۔

(روزنامہ آفاق لاہور ۵ ستمبر ۱۹٦٦ء)

حقیقی یادگار

ایک معاصر نے اپنے ادارتی مقالہ میں اس امر کی طرف بجا اشارہ کیا ہے کہ آنحضرتؐ کے یوم ولادت کی اصل یادگار یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی سیرت پر بکثرت ایسا لٹریچر شائع کیا جائے کہ جو دوسرے ممالک میں تبلیغی اغراض کے تحت بھیجا جا سکے اور غیر ممالک میں اسلام کے تبلیغی مشن قائم کر کے روحانیت کی پیاسی دنیا تک اسلام کا پیغام پہنچایا جائے تا یہ امر اسلام کی نشاۃ ثانیہ پر منتج ہوتے ہوئے اسلام کو دنیا میں پھر سربلند کر دے چنانچہ معاصر مذکور نے لکھا ہے:۔

"ہمارے اپنے اندازے کے مطابق (عید میلاد النبیؐ کے موقع پر نافل) لاہور ہی میں بازاروں کی سجاوٹوں پر بیس اور تیس لاکھ کے قریب روپیہ صرف ہوتا ہے۔ اس روپے کو کام میں لا کر بے شبہ سیرت رسولؐ پر اس قسم کا لٹریچر تیار ہو سکتا ہے جو خود مسلمانوں کو گمراہی سے روکے اور بیرون پاکستان تبلیغی مقاصد کے تحت بھیجا جا سکے مثلاً افریقہ میں اس وقت اسلام کے پھیلاؤ کی سخت ضرورت ہے وہاں کے لوگ اسلام کی طرف راغب ہو رہے ہیں "نیویارک ٹائمز" ایسا اخبار بھی اس پر تشویش کا اظہار کر چکا اور عیسائی دنیا کو متوجہ کر رہا ہے اگر ہم سیرت اقدس اسلام پر صحیح قسم کا لٹریچر پیدا کر کے افریقہ بھجوائیں اور وہاں اسلامی مشن قائم کریں تو عجب نہیں کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور قریب ہو جائے۔"

(ہفت روزہ "چٹان" لاہور ۱۲ ستمبر ۱۹٦٦ء)

اس میں کیا شک ہے وہی لوگ یوم ولادتِ نبویؐ کی حقیقی یادگار قائم کرنے والے ہیں جو دنیا میں یہ کارنامہ سر انجام دے رہے ہوں۔

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جا رہی ہیں۔ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔
(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۵۸۱۸ میں ناصر احمد ولد محمد اسرائیل احمد قوم راجپوت پیشہ انجینیرنگ عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن KDA 3-E کالونی ڈاک خانہ شانتی نگر کراچی ۱۳ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ۲۵۶/ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ ابھی تک میری منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں۔ اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز ربوہ کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

العبد ناصر احمد KDA 3-E
سٹاف کالونی کراچی ۱۳ ۵/۸/۶۰

گواہ شد عبد المجید ولد عبد الرحیم سکرٹری رشتہ ناطہ کراچی۔

گواہ شد عبد المجید ولد چوہدری محمد حسین صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ کراچی۔

نمبر ۱۵۸۱۹ میں عبد الرحیم ولد ماسٹر مولا داد صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن H-۲۶۸ عقب جیکب لائینز کراچی ۳ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج تاریخ ۱۵ جولائی ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میں ملازمت کرتا ہوں اور ماہوار تنخواہ مبلغ ایک صد اسی ۱۸۰/ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ فقط ۱۵ جولائی ۱۹۶۰ء۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد عبد الرحیم بقلم خود

گواہ شد خاکسار کرم الدین سکرٹری وصایا حلقہ جیکب لائن کراچی۔

گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سکرٹری وصایا احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کراچی۔

نمبر ۱۵۸۲۰ میں ارشاد احمد ولد شیخ محمد علی مرحوم قوم شیخ صدیقی پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن F-۷۱/۴ جیکب لائنز کراچی ۳ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ جولائی ۱۹۶۰ء حسب ذیل کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میں ملازمت کرتا ہوں جس سے مجھے مبلغ تین سو اکیس ۳۲۱ روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی فقط ۱۵ جولائی ۱۹۶۰ء ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد ارشاد احمد بقلم خود

گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سکرٹری وصایا احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کراچی۔

گواہ شد خاکسار کرم الدین سکرٹری وصایا حلقہ جیکب لائن کراچی۔

الفضل

سے خط و کتابت کرتے وقت اپنی چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ نیز اپنا پتہ خوشخط لکھا کریں۔

(مینیجر الفضل)

لیڈر بقیہ صفحہ ۲

فرض کیجئے اس وقت ہمارے ملک کے لئے اہم ترین کام یہ ہے کہ ہم قوم کے جذبہ خدمت خلق کو ابھاریں اور اس کے سامنے اچھا نمونہ پیش کریں اور قوم کا کردار بلند کرنے کے لئے رضائے الٰہی کے جذبہ سے دوسرے کام کریں اور ان میں کوئی رکاوٹ بھی کسی طرف سے نہ ہو تو کیا زمانہ کے حالات کے مطابق یہ دینی عقلمندی نہیں ہے کہ ہم ایسا کام نہ کریں جس کی وجہ سے ہمارے تمام کاموں میں خاص کر خدمت خلق کے کام میں رخنہ اندازی ہوتی ہو۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے الٰہی رضا کے لئے اصلاح کا کام شروع کیا تھا تو کیا آپ نے سیاست سے شروع کیا تھا۔ رضائے الٰہی کے ساتھ سیاسی کاروبار تو آخری منزل ہے نہ کہ ابتدائی منزل۔ حقیقت یہ ہے کہ جب آپ عملاً تمام عرب کے شہنشاہ بن گئے تھے اس وقت بھی آپ نے سیاست کا نام نہیں لیا۔ جب صحابہ کرامؓ کا کردار مجموعی طور پر ایک بلند معیار پر پہنچ گیا تو سیاست خود بخود ان کے پاؤں پر گر پڑی۔ انبیاء علیہم السلام کی تاریخ پڑھ کر دیکھیں ان میں سے ایک نے بھی سیاست سے کام شروع نہیں کیا۔ انہوں نے ہمیشہ قوم کے اخلاق کی بنیادیں استوار کرنے کی کوشش کی ہے۔ سیاست کو اگر ہم اعلیٰ ترین دین کا کام بھی مان لیں تو پھر بھی کوئی عقلمند کسی عمارت کو اوپر کی منزل سے شروع نہیں کرتا بلکہ بنیادوں سے شروع کرتا ہے جب بنیادیں ہی نہ ہوں گی تو سب سے اوپر کی منزل تو کجا عمارت ہی کھڑی نہیں ہو سکے گی۔

آج جو لوگ "خدمت خلق" کا کام نہ کرنے کے لئے عذر تراشیاں کر رہے ہیں انکی حیثیت عذر گناہ بدتر از گناہ سے زیادہ نہیں۔ انکا تصور اصلاح وارشاد چونکہ صراط مستقیم کے الٹ ہے اس لئے آج وہ اپنی بے تدبیری کا گناہ ان رکاوٹوں کے ذمہ لگانا چاہتے ہیں جو انکے راستہ میں انہیں محسوس ہوتی ہیں۔ پھر پاکستان مسلمانوں کا ملک ہے۔ یہاں اسلام کے نام پر سیاسی ٹرقی بنانا فی ذاتہٖ افساد کی تعریف میں آتا ہے خلافت راشدہ کی مثالیں دینا بھی تعجب خیز ہے خود یہی معاصر اسی پرچے کے اداریہ میں رقمطراز ہے۔

"فرمایا جائے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد اس امر کا دعویٰ کون کر سکتا ہے کہ وہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا سا علم ان کا سا فہم ان کا سا تقویٰ ان کا سا اخلاص اور ان کا سا حسن نظر رکھتا ہے؟"

جب یہ بات ہے تو پھر کیا آج ان لوگوں کی مثال جو رضائے الٰہی کے مطابق سیاست کے ذریعہ اسلامی انقلاب لانا چاہتے ہیں ویسی ہی نہیں ہے جیسا کہ پنجابی میں کہتے ہیں "ایک تے کوڑھی دوسرے پے گئی رڑھیاں دے راہ" یعنی ناتوانی کی وجہ سے ایک سنگریزہ تو اٹھا نہیں سکتے مگر کوہ ہمالیہ سے ٹکرانے کو تیار۔ بعض انسان اتنے خود پرست ہیں کہ تجربے سے بھی سبق نہیں سیکھتے اس سے بڑھ کر اور کیا سبق ہو سکتا ہے کہ باوجود خلوص نیت اور رضائے الٰہی کے دعویٰ کے تمام انسانی تدابیر تہس نہس ہو کر رہ جائیں کیا اس میں صاف اللہ تعالیٰ کا ہاتھ نظر نہیں آتا اور [illegible]

کانگو کا بحران ختم کرنے کے لئے لومumba کو مکمل اختیارات

پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کا فیصلہ، وزیراعظم کی نشری تقریر

لیوپولڈ ویل ۱۵ اکتوبر۔ مسٹر لومومبا نے کل صبح ریڈیو لیوپولڈ ویل سے ایک تقریر نشر کرتے ہوئے قوم سے یوں خطاب کیا ”آپ کی آزاد منتخب حکومت ابھی تک قائم ہے۔“ آپ نے کہا پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے مشترک اجلاس نے مجھے بحران رفع کرنے کے سارے اختیارات دے دیئے ہیں اور میری حکومت پر ازسرنو اعتماد کا اظہار کر دیا ہے۔ آپ نے کہا یہی حکومت ملک کی جائز اور قانونی حکومت ہے۔

آپ نے کہا جنرل موبوتو کل ہی ریڈیو سے تقریر نشر کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ لیکن ان کا یہ دعویٰ بالکل غلط ہے کہ وہ وزیر اطلاعات ہیں۔ مسٹر لومومبا نے کہا موبوتو کے الفاظ کو کسی طرح کی بھی اہمیت حاصل نہیں۔ ہمارے ملک میں حال ہی میں نہایت خطرناک واقعات عمل میں آئے ہیں۔ بعض لوگوں نے جائز اور قانونی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی لیکن پارلیمنٹ نے جسے واحد اقتدار حاصل ہے ان کے منصوبوں پر پانی پھیر دیا۔ گذشتہ ستمبر کو ان لوگوں نے پھر انہی ہتھکنڈوں سے کام لے کر ملک کو تہ و بالا کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے مجھے گرفتار کر لیا۔ پارلیمنٹ اور فوج نے پھر ان کے منصوبے مٹی میں ملا دیئے۔ آپ نے کہا ایوان زیریں اور سینیٹ نے مجھے بحران رفع کرنے کے سارے اختیارات دے دیئے ہیں۔ مسٹر لومومبا نے سینیٹروں اور ایوان زیریں کے ارکان کو خراج تحسین ادا کیا اور فوج کو اس کے کارناموں پر مبارکباد پیش کی۔ آپ نے فوج کو متحد رہنے اور نظم و ضبط قائم رکھنے کی تلقین کی۔

نیویارک کی اطلاع کے مطابق اقوام متحدہ کے روسی وفد نے کل اخبار نویسوں میں ایک بیان کی نقلیں تقسیم کی ہیں جن میں الزام عائد کیا گیا ہے کہ حفاظتی کونسل کا اجلاس محض مغربی ملکوں کی سازش کی وجہ سے ملتوی رکھا گیا ہے حالانکہ کانگو کی حالت لحظہ بہ لحظہ خراب ہوتی جا رہی ہے جس کی وجہ سے سخت تشویش پیدا ہو رہی ہے۔

کل صبح مسٹر [illegible] وزیراعظم گھانا نے ایک بیان میں کہا میں چاہتا ہوں کانگو کے [illegible] پر غور کرنے کے لئے کوئی ایسی کانفرنس منعقد کی جائے جس میں کانگو کے تمام صوبوں کے نمائندے شریک ہوں۔ آپ نے کہا مسٹر [illegible] کاساووبو کے نامزد وزیراعظم کو چاہیے کہ کانگو میں پوری طرح امن قائم کرنے کے بعد ایسی کانفرنس طلب کریں۔

اجتماع مجالس انصار اللہ علاقہ سابق سندھ و بلوچستان

مجالس انصار اللہ علاقہ سابق سندھ و بلوچستان کا سالانہ اجتماع دعاؤں، ذکر الٰہی اور انابت الی اللہ کے روح پرور ماحول میں مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۰ء بروز اتوار بمقام حیدرآباد منعقد ہو رہا ہے۔ اجتماع کا آغاز صبح سوا چار بجے نماز تہجد سے ہوگا۔ نماز فجر اور ذکر الٰہی کے بعد قرآن مجید کا درس دیا جائے گا۔ بعد ازاں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ”ذکر حبیب علیہ السلام“ کے سلسلہ میں ایمان افروز روایات سنائیں گے۔ ناشتہ کے بعد ۸ بجے صبح اجتماع کا اجلاس اول شروع ہوگا جو ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہے گا۔ اس اجلاس میں درس حدیث اور درس کتب حضرت مسیح موعودؑ کے علاوہ مجلس علاقائی کی سالانہ رپورٹ پیش کی جائے گی نیز مجلس شوریٰ کا اجلاس بھی منعقد ہوگا۔

نماز ظہر اور کھانے کے بعد ۳ بجے سہ پہر تک اجلاس دوم کا انعقاد عمل میں آئے گا جس میں اہم دینی موضوعات پر علماء سلسلہ کی تقاریر کے علاوہ مختلف ڈویژنوں کی مجالس انصار اللہ کے ناظم اور زعماء صاحبان بھی خطاب فرمائیں گے۔

اجتماع کا تیسرا اور اختتامی اجلاس سوا پانچ بجے شام منعقد ہوگا۔ اس میں ناظم اعلیٰ مجلس علاقائی سابق سندھ و بلوچستان کی تقریر اور اجتماعی دعا کے بعد چھ بجے شام اجتماع اختتام پذیر ہوگا۔ انشاء اللہ۔

(ناظم اعلیٰ مجلس انصار اللہ علاقہ سابق سندھ و بلوچستان)

درخواست دعا

میری بچی عزیزہ امۃ اللہ خورشید صاحبہ اہلیہ مولوی حکیم خورشید احمد صاحب شاد مدیر رسالہ ”مصباح“ زیادہ بیمار ہیں ان کی تکلیف کی وجہ سے بہت پریشانی ہے اہل دل بھائیوں اور بہنوں سے درخواست ہے کہ عزیزہ کی شفایابی کے لئے دعا فرماویں۔

(خاکسار ابو العطاء جالندھری ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴